جملہ حقوق غیر محفوظ

کتاب : نماز کیوں چھوڑ دیتے ہو؟ (احادیث کی روشنی میں)

مصنف : **مولانا غیاث احمد رشادی**

صفحات :

تعداد اشاعت : ایک ہزار

کمپیوٹر پروسس : مکتبہ سبیل الفلاح، نزد یونیک ہائی اسکول،
قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد- فون:30909889

ناشر : مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ-۶۷۵
نزد یونیک ہائی اسکول، واحدنگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد-انڈیا۔
ای۔میل:maktabasabeelulfalah@yahoo.com

قیمت : دس روپئے Rs.10/-

ملنے کے پتے

۱ مکتبہ سبیل الفلاح ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر اسوسی ایشن، رجسٹرڈ نمبر- ۶۷۵،
نزد یونیک ہائی اسکول، واحدنگر، قدیم ملک پیٹ، حیدرآباد- فون:30909889

۲ ہندوستان پیپر ایمپوریم مچھلی کمان، حیدرآباد-

۳ حسامی بک ڈپو، مچھلی کمان، حیدرآباد-

۴ الاوراق پبلیشرز، کرماگوڑہ، حیدرآبادو

۵ کلاسیکل آٹوموٹیو، 324 C.M.H. Road، اندرانگر، بنگلور-

۶ ھدیٰ ڈسٹری بیوٹرس، پرانی حویلی روڈ، حیدرآباد-

۷ کمرشیل بک ڈپو، چارمینار، حیدرآباد

فہرست مضامین

- نگاہ اولیں
- ستون غائب تو نہیں ہو گیا؟
- حضور اکرم ﷺ کی وصیت
- جنت کی خواہش رکھنے والو!
- آنکھوں کی ٹھنڈک کس میں ہے؟
- نہ مارو تم نمازی کو!
- کیا مغفرت چاہتے ہو؟
- پانچویں نمازیں ضروری ہیں
- اسلام کے بعد سب سے پہلے
- نماز نور اور حجت ہے
- غافل کون!
- نماز کیوں ٹال کر پڑھتے ہو؟
- بے نمازی سے اللہ تعالیٰ ناراض
- نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے
- جس کی ایک نماز چھوٹ جائے!
- نمازی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے
- نمازی سے اللہ تعالیٰ خوش
- باوضو مسجد جایئے
- نماز کے انتظار میں
- حقیقی مومن نماز نہیں چھوڑتا
- بے نمازی باغی ہے
- نماز سے متعلق اقوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگاہِ اولین

مذہبِ اسلام میں نماز جتنی مہتم بالشان عبادت ہے مسلمان اس عبادت سے اتنی ہی غفلت کرتے ہیں، یہ بات خود مشاہدہ سے محسوس ومعلوم ہوتی ہے، جس عبادت کے ذریعہ انسان اپنی بندگی کا اظہار کرسکتا ہے اور اپنے دینی و دنیوی مسائل حل کرسکتا ہے اس عبادت سے اس قدر غفلت اور کوتاہی آدمی کے نادان ہونے کی علامت ہے۔

''نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟'' کے عنوان سے ۴۸ صفحات پر مشتمل ایک کتاب احقر نے تحریر کی ہے جو قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں تحریر کی گئی ہے، شروع میں ارادہ تو یہ تھا کہ آیاتِ قرآنی اور احادیثِ شریفہ کی روشنی میں ایک ہی کتاب میں نماز پڑھنے کے فضائل ونماز کے ترک کرنیکی وعیدیں وغیرہ تحریر کردوں، ایسی صورت میں چونکہ ہماری خصوصی طرز کی مختصر کتابوں کے برخلاف اسکی ضخامت بڑھ رہی تھی اسلئے یہ ارادہ ہوا کہ احادیث شریفہ کی روشنی میں نماز ہی سے متعلق ایک اور کتاب تحریر کردی جائے چنانچہ احقر نے قرآن مجید کی آیات سے متعلق کتاب کا نام'' نماز کیوں نہیں پڑھتے ؟ رکھا جو شائع بھی ہوچکی ہے اور اس کتاب کا نام جو آپکے ہاتھوں میں ہے'' نماز کیوں چھوڑ دیتے ہو؟'' رکھ دیا گیا جو احادیث شریفہ کی روشنی میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کی پابندی کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور نماز سے غفلت و لا پرواہی کرنے سے بچالے۔ اور ہماری نمازوں کو قبول فرمالے۔ (آمین)

غیاث احمد رشادی

یکم محرم الحرام ۱۴۲۴ھ

ستون غائب تو نہیں ہو گیا؟

یہ ایک حقیقت ہے کہ عمارت کی تکمیل چھت سے ہوتی ہے اور چھت اسی وقت قائم ہوتا ہے جب کہ وہ کسی ستون پر قائم ہو' چھوٹے گھروں کیلئے اگر چہ کہ ستون نہیں ہوتے صرف دیواریں ہوتی ہیں لیکن وہی دیواریں دراصل ستون کا کام کرتی ہیں' ستون چاہے ستون کی شکل میں ہو یا دیوار کی مگر ستون کی اہمیت وافادیت کا کوئی منکر نہیں ہے

نئے طرز کی عمارتیں جو تعمیر ہو رہی ہیں ان میں سب سے پہلے تو ستونوں(PILLERS) کی ہی تعمیر ہوتی ہے پھر باقی ساری چیزیں تعمیر ہوتی ہیں، جس طرح گھر اور محل کا وجود ستونوں کے بغیر ناممکن ہے بالکل اسی طرح دین اسلام کا تصور بھی ستونوں کے بغیر ناممکن ہے فرق صرف اتنا ہے کہ گھر کے ستون مادی اور ظاہری ہوتے ہیں جبکہ دین اسلام کے ستون حقیقی معنوی اور روحانی ہوتے ہیں۔آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا عن ابن عمرؓ قال قال رسول ﷺ بنی الا سلام علیٰ خمس شهادة ان لا اله الا اللّٰه وان محمدا رسول اللّٰه واقام الصلوٰ ة وایتاء الزكوٰة والحج وصوم رمضان (بخاری) اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر قائم کی گئی ہے **لا الـه الا الـلـه** کی گواہی دینا، نماز قائم کرنا، زکواۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا آپ ﷺ نے توحید، نماز، روزہ زکواۃ اور حج کو ستون قرار دیا تو ظاہر ہے کہ پورے دین اسلام کو ایک عمارت قرار دیا جائے گا، جب دین اسلام کی بنیاد ان پانچ ستونوں پر رکھی گئی ہو اور مسلمان ان ستونوں میں سے کسی بھی ایک ستون کو اپنے ہاتھوں سے سہوا یا عمداً کھوکھلا کر دے اور اسکی مضبوطی کا خیال نہ رکھے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے دین کو کھوکھلا اور بودا بنا دیا ہے۔

اس حدیث میں تو پانچ ستونون کا ایک ساتھ ذکر ہے جبکہ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے نماز کو مستقلاً دین کا ستون قرار دیا ہے اور اسکی انفرادیت، امتیاز اور شان وشوکت کو بیان کیا ہے چنانچہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا الصلوٰة عمود الدين (جامع صغیر) نماز دین کا ستون ہے، اس حدیث کے ذریعہ آپ ﷺ اپنی امت کو یہ سبق

دینا چاہتے ہیں کہ تم اس ستون کا خیال رکھو اور یہ ظاہر ہے کہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ نماز کی پابندی کی جائے اور اس بات کا اہتمام کیا جائے کہ کوئی نماز نہ چھوٹے۔

حضور اکرم ﷺ کی وصیت

حضور اکرم ﷺ کی وصیتیں امت کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہیں اس لئے کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کی ان وصیتوں سے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کرسکتی ہے۔ یہی وہ وصیتیں ہیں جو دنیا کی ہزاروں نعمتوں پر بھاری ہیں آج امت کا بیشتر طبقہ آپ ﷺ کی ان وصیتوں سے پہلے تو واقف ہی نہیں ہے اور اگر واقف بھی ہے تو ان وصیتوں پر عمل پیرا نہیں جس کے نتیجہ میں اس امت کے بیشتر افراد اس روحانی قوت وطاقت سے محروم ہیں جس روحانی طاقت وقوت کی بنیاد پر آپ ﷺ کے صحابہ وتابعین رضی اللہ عنھم نے دوسری قوموں کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کیا تھا۔

یہی وہ صحابۂ کرامؓ تھے جو آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر آپ ﷺ سے وصیتوں اور نصیحتوں کی درخواست کیا کرتے تھے اور آپ ﷺ اپنی بے مثال نصیحتوں اور وصیتوں سے ان کی ایمانی قوت وتوانائی میں اضافہ فرماتے تھے ۔

بیہقی نے شعب الایمان میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت قرۃ بن دعموصؓ فرماتے ہیں کہ ہماری ملاقات نبی کریم ﷺ سے حجتہ الوداع میں ہوئی، ہم نے عرض کیا یا سول اللہ! آپ ہمیں کن چیزوں کی وصیت فرماتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشادفرمایا میں تم کو اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ نماز قائم کرو، زکواۃ ادا کرو، بیت اللہ کا حج کرو اور رمضان کے روزے رکھو، اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، مسلمان اور ذمی (جس سے معاہدہ کیا ہوا ہے) کے قتل کرنے کو اور ان کے مال لینے کو حرام سمجھو، البتہ کسی جرم کے ارتکاب پر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان کو سزا دی جائیگی اور تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کو اور اسکی فرمانبرداری کو مضبوطی سے پکڑے رہو یعنی ہمت کے ساتھ دین کے

کاموں میں اللہ تعالیٰ کے غیر کی خوشنودی اور ناراضگی کی پرواہ کئے بغیر لگے رہو۔

امت کے ہر فرد کو چاہیے کہ وہ آپ ﷺ کی ان وصیتوں کو تھام لے اور اپنی عملی زندگی میں ان وصیتوں کو داخل کرلے ۔آپ ﷺ نے جو وصیتیں فرمائی ہیں ان میں سب سے پہلی وصیت اس حدیث میں یہ ہے کہ نماز کو قائم کیا جائے اللہ تعالیٰ ہم سب کو نماز کا عادی بنادے ۔

جنت کی خواہش رکھنے والو!

جس کے دل میں بھی آخرت پر ایمان ہو اور وہ جنت کے وجود کا قائل ہو، اسکے دل میں ضرور اس بات کی تمنا ہوگی کہ وہ بھی جنت میں داخل ہو جائے اور جنت کی بے نظیر و بے شمار نعمتوں اور راحتوں سے لطف حاصل کرے اور جنت کی حوروں سے ملاقات کرے، سر بمہر شراب سے مزے اڑائے، ہر قسم کے میووں سے اپنی لذت کی تکمیل کرے، شہد اور دودھ کی نہروں کو اپنی آنکھوں میں بسائے اور بالآخر اپنے پروردگار کے دیدار سے قلب کو کامل و مکمل سکون پہنچائے ، لیکن کیا یہ ساری بیش بہا اور انمول نعمتیں یوں ہی دیدی جائیں گی؟ نہیں ! ان نعمتوں کے پانے کیلئے ان نعمتوں کے مالک نے ایک قیمت متعین کی ہے اور وہ قیمت موت کے بعد نہیں بلکہ موت سے پہلے ہی ادا کردینا ہے۔ اسی حقیقت کو آپ ﷺ نے یوں فرمایا

عن جابر بن عبداللّٰہؓ قال قال النبی ﷺ مفتاح الجنة الصلوٰة و مفتاح الصلوٰة الطهور (احمد)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی کنجی نماز ہے اور نماز کی کنجی وضو ہے، اس حدیث کے ذریعہ آپ ﷺ نے یہ آشکارا کردیا اور اس حقیقت اور دستور کو بتلادیا کہ کمرہ اگر مقفل ہو (یعنی کمرہ کے دروازہ پر اگر تالا لگا ہوا ہوتو) کمرہ میں داخل ہونے سے پہلے کنجی کی فکر ہوگی نہ کہ کمرہ میں داخل ہونے کے بعد، اس لئے کہ کنجی کے بغیر تالا نہیں کھلے گا اور جب تک تالا نہ کھلے کمرہ کا دروازہ نہیں کھلے گا، یہ ایک مسلمہ دستور ہے، جب یہ دستور مسلمہ ہے تو پھر جنت جیسے ہمیشہ رہنے کے گھر کو اللہ تعالیٰ یوں ہی کیسے چھوڑ دیں گے؟

اس لئے اس جنت کیلئے ایک کنجی جنت کے حقیقی مالک نے متعین کی ہے اور اس حقیقی مالک کے بھیجے ہوئے رسول نے نشاندہی بھی کر دی ہے کہ اس جنت کی کنجی دنیا کی کنجیوں کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ کنجی اللہ کا دربار اور اس دربار کی حاضری اور اس حاضری میں اسکی کبریائی و بڑائی، حمد وثنا، تسبیح وتحمید، اسکے دربار کا قیام وقومہ، رکوع اور سجدہ، قعدہ وتکبیر ہے جسکا مجموعہ ''نماز'' ہے، یہی وہ نماز ہے جو کل قیامت کے دن جنت میں داخلہ کے وقت کنجی بن کر آئے گی اور جس کے ہاتھ میں نماز کی یہ کنجی ہوگی وہ اس کنجی کی مدد سے جنت میں داخل ہوگا اور جس بدبخت کے ہاتھ اس کنجی سے خالی ہوں گے وہ جنت کے باہر ہی حیران و پریشان ہوگا۔

حضرت ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میں نے تمہاری امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور اس بات کی میں نے ذمہ داری لے لی ہیکہ جو شخص میرے پاس اس حال میں آئے گا کہ اس نے پانچ نمازوں کو ان کیوقت پر ادا کرنے کا اہتمام کیا ہوگا اس کو جنت میں داخل کر دوں گا اور جس شخص نے نمازوں کا اہتمام نہیں کیا ہوگا تو مجھ پر اسکی کوئی ذمہ داری نہیں (ابوداود)

آنکھوں کی ٹھنڈک کس میں ہے؟

عن انسؓ قال قال رسول اللهؐ جعل قرة عینی فی الصلوٰة (نسائی) حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

ماں جب اپنے بچہ کو دیکھتی ہے تو فطری طور پر اسکی آنکھوں کو ایک قسم کی خاص ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے، باپ اپنے فرمانبردار بیٹے کو دیکھتا ہے تو خاص قسم کی ٹھنڈک اپنی آنکھوں میں محسوس کرتا ہے، دراصل اس ٹھنڈک کے پیچھے قلبی تعلق ہوتا ہے جو دونوں کے درمیان ہے، بالکل اسی طرح جب اللہ کا ایک فرمانبردار بندہ اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور اس کا یقین اس کو یہاں تک لے جاتا ہے کہ اس کا رب اسے دیکھ رہا ہے اور چلتے چلتے یہ کیفت بھی

پیدا ہوجاتی ہے کہ وہ اپنے رب کو دیکھ رہا ہے' پھر وہ اپنے پروردگار کی بے شمار اور لازوال نعمتوں کو یاد کرتا ہے جو اسکے پروردگار نے اسے عطا کی ہیں پھر وہ اسکی پاکی و کبریائی بیان کرنے لگتا ہے تو رکوع و سجدہ کرتے ہوئے' قیام' قومہ کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے ۔ اور اس ٹھنڈک کو حبیب خدا محمد مصطفیٰ ﷺ سے زیادہ کون محسوس کرے گا ؟ آپ ﷺ نے اس ٹھنڈک کو محسوس فرمایا اور اپنی امت کو بھی اس ٹھنڈک سے لطف اندوز ہونے سے محروم نہ فرمایا اور اس راز کو فاش کر دیا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے ۔

آج کتنے مسلمان ایسے ہیں جو نماز تو پڑھتے ہیں لیکن وہ اپنی نماز میں وہ روحانیت و نورانیت اور لطف و سرور اور ٹھنڈک محسوس نہیں کرتے جو ٹھنڈک اس نماز میں اس خالق ارض و سماء نے رکھی ہے جس کے لئے نماز پڑھی جارہی ہے ۔

نہ مارو تم نمازی کو

ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے اسکے دربار میں کھڑے ہونے کی توفیق بخشی ہے (وہ چاہے مالدار ہو یا غریب' آقا ہو یا غلام' مرد ہو یا عورت) وہ ہر مومن کی نگاہ میں قابل احترام ہوتا ہے نہ اسکی توہین کی جائے گی اور نہ اسکو تکلیف دی جائے گی، اس لئے کہ جسکی پیشانی اللہ کے حضور میں جھکی ہو اور جس کے اعضاء اس کے دربار میں عبادت میں لگے ہوں اس کے نزدیک جہاں رب ذوالجلال کی عظمت ہے وہیں وہ شخص بھی رب ذوالجلال کا محبوب ہوتا ہے اور اللہ کے محبوب کو مارنا اسکی توہین کرنا اور اس کو ایذاء پہنچانا ظاہر ہے کہ بڑے گناہ کی بات ہے ۔

جو لوگ کسی بھی نمازی کو مارتے ہوں انہیں دور رسالت کے اس واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہیے کہ آپ ﷺ نے کس طرح اس سلسلہ میں تاکید فرمائی ہے ۔

چنانچہ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ خیبر سے واپس تشریف لائے آپ ﷺ کے ساتھ دو غلام تھے، حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ! ہمیں خدمت کیلئے کوئی

خادم دے دیجئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ان دونوں میں سے نبی کریم ﷺ نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس کو لے لو لیکن اسکو مارنا نہیں کیوں کہ خیبر سے واپسی پر میں نے اس کو نماز پڑھتے دیکھا ہے اور مجھے نمازیوں کو مارنے سے منع کیا گیا ہے (مسند احمد طبرانی)

کیا مغفرت چاہتے ہو؟

جس زمانے میں بیماریوں کی کثرت ہو اس زمانہ میں دواوں کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور جس زمانہ میں برائیوں کی کثرت ہو اس زمانہ میں بندوں میں مغفرت کی تمناوں کی اہمیت زیادہ ہونی چاہئے ہم اگر اپنا محاسبہ کرتے ہیں اور اپنی زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہی فیصلہ کرنا پڑتا ہے کہ آپ ﷺ بالکل معصوم ہیں اور صحابۂ کرام بھی اللہ کے متقی اور فرمانبردار بندے ہیں لیکن باوجود معصومیت اور تقویٰ ہونے اور ہر قسم کے گناہوں سے دور رہنے کے ان کے اندر اپنی مغفرت کی تمنا اس قدر ہے کہ ان کی زبانوں پر استغفار کے کلمات ہر دم تازہ ہیں آپ ﷺ کے استغفار کے بارے میں یہ بات ملتی ہے کہ آپ ﷺ روزانہ ستر سے زائد مرتبہ استغفار کرتے تھے اور صحابۂ کرامؓ اپنے ماضی کو یاد کرتے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے، یہ ان پاکیزہ نفوس کی زندگی ہے اور ان کے مقابلہ میں ہمارا معاملہ یہ ہے کہ ہم صغیرہ گناہوں میں تو ڈوبے ہوتے ہی ہیں اور اس کے ساتھ ہم سے کبیرہ گناہ بھی ہو جاتے ہیں اور ہماری زبانوں سے تو استغفار کا لفظ بھی بڑی ہی مشکل سے نکلتا ہے اور اگر استغفار کرتے بھی ہیں تو اس بے پرواہی اور بے توجہی کے ساتھ کہ ہمیں اپنے استغفار پر استغفار کرنا پڑے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ ہم پیغمبروں اور صحابہ کرامؓ سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے اور اپنے گناہوں پر آنسو بہاتے، اس لئے کہ ان کے مقابلے میں ہم زیادہ بلکہ بہت زیادہ اس کے ضروتمند ہیں۔سوال یہ ہے کہ اللہ کے ہاں ہماری مغفرت کے اسباب کیا ہیں، وہ کونسی چیز ہے جو ہماری مغفرت کا ذریعہ بن جائے، یہ حدیث ہمارے اس سوال کا تشفی بخش جواب دے گی، حضرت عبادہ بن صامتؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا

اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں جو شخص ان نمازوں کیلئے اچھی طرح وضو کرتا ہے انہیں مستحب وقت میں ادا کرتا ہے رکوع (سجدہ) اطمینان کے ساتھ کرتا ہے' اور پورے خشوع سے نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اس کی ضرور مغفرت فرمائیں گے۔

دنیا میں بھڑکنے والی آگ کا نقصان چونکہ بالکل سامنے نظر آتا ہے اور اس نقد نقصان کا یقین بھی بہت جلد ہو جاتا ہے اسی لئے ہر انسان ایسی آگ سے خود بھی بچتا ہے اور اپنے متعلقین کو بھی بچاتا ہے لیکن آخرت کی آگ جو کہ اس وقت سامنے نہیں ہے اور نقد نقصان کا امکان بھی نہیں ہے اور یہ یقین ہے کہ یہ آگ موت کے بعد ہی دیکھی جاسکتی ہے اسلئے اس آگ کے نقصان سے بچنے کی نہ خود کوشش کرتا ہے اور نہ اپنے متعلقین کو اس آگ سے بچانے کی فکر کرتا ہے، یہ صورت حال اس لئے ہوگئی کہ دراصل ہمارے ایمان و یقین میں کمی آگئی ہے جس کے دل میں واقعی جہنم کا یقین ہو' اور اس کی آگ کی تپش کا خوف دل میں سوار ہو اور اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی پر دوزخ میں ڈالے جانے کا یقین کامل دل میں ہو تو ایسا مومن کبھی بھی اس آگ سے غافل نہیں ہوتا۔

آج ہم اپنی اولاد کو دنیا کی اس آگ کے قریب جانے نہیں دیتے، اپنی اولاد کے پورے جسم کو آگ میں ڈالنا تو دور کی بات ہے انکی انگلی بھی اس آگ میں داخل کرنے کی ہمت و جرأت نہیں کرتے ، دنیا کی آگ کے بارے میں ہم جتنے چوکنا، باخبر اور محتاط ہیں آخرت کی آگ کے معاملہ میں اتنے ہی بے خبر، بے پرواہ اور غافل ہیں ۔

ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو بچانے کی کوشش کرے ۔ قرآن مجید نے ہم کو مخاطب کرتے ہوئے یہی بات بتلائی

یاایھاالذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (٦التحریم)

اے ایمان والو! تم اپنے اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ، اب سوال یہ ہے کہ آخرت کی اس آگ سے بچنے کی کیا تدبیر ہے؟ وہ کونسی تدبیر ہے جس تدبیر کے ذریعہ ہمارا رب ہم پر اس آگ کو حرام قرار دے دے؟۔

چنانچہ حضرت حنظلہ اسیدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص پانچوں نمازوں کی اس طرح پابندی کرے کہ وضو اور اوقات کا اہتمام کرے، رکوع اور سجدہ اچھی طرح کرے اور اس طرح نماز پڑھنے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے ذمہ ضروری سمجھے تو اس آدمی کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیا جائے گا (مسند احمد)۔

پانچوں نمازیں ضروری ہیں

ہمارے ہندوستانی مسلمانوں کا مزاج رواج کے تابع ہوتا ہے وہ ہر کام کو اسی انداز سے کرتے ہیں جو رواج کے اعتبار سے عام ہو جائے جسطرح انکی شادی بیاہ کے معاملات رواج کے تابع ہو چکے ہیں، انکی عبادتوں کا بھی یہی حال ہے، اگر لوگوں نے صرف مغرب کی نماز کو ضروری سمجھ لیا تو یہ بھی مغرب کی نماز پابندی سے پڑھتے ہیں، اگر لوگوں نے جمعہ کی نماز کو اہتمام سے پڑھا تو یہ بھی جمعہ کے نماز ہی کو ضروری سمجھتے ہیں اور اسی کا اہتمام کرتے ہیں حالانکہ مومن و مسلمان کا مزاج یہ ہونا چاہیے کہ اس کے رب نے اس کو کس کام کے کس انداز میں کرنے کا حکم دیا اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ﷺ نے اس کام کو کس طریقہ سے کر کے بتلایا اس طرح عمل کرنے کی کوشش کرے ۔

آپ ﷺ سے پانچوں نمازوں کی فضیلت' فرضیت اور اہمیت ثابت ہے، دن رات کی کسی ایک نماز کی فرضیت نہیں بلکہ آپ ﷺ نے فرض ہونے کے اعتبار سے دن رات کی پانچوں نمازوں کو ایک ہی درجہ دیا ہے، ایسا نہیں کہ فجر کی نماز واجب ہے۔ ظہر کی نماز سنت ہے' عصر کی نماز مستحب ہے اور عشاء کی نماز مباح ہے اور مغرب کی نماز فرض ہے، بلکہ پانچوں نمازوں کو آپ ﷺ نے دین اسلام کا رکن اور اہم فریضہ قرار دیا، چنانچہ متعدد احادیث اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں، حضرت سلمانؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پانچوں نمازیں پڑھتا ہے تو اس کے گناہ ایسے ہی گر جاتے ہیں جیسے یہ پتے گر رہے ہیں، پھر آپ ﷺ نے قرآن کریم کی آیت واقم

الصلوٰۃ طرفی النھارو زلفًا من الیل ان الحسنٰت یذھبن السیئات ذالك ذکریٰ للذاکرین تلاوت فرمائی ، اے محمدﷺ ! آپ دن کے دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز کی پابندی کیا کیجئے ، بیشک نیکیاں برائیوں کو روک دیتی ہیں یہ باتیں مکمل نصیحت ہیں ان لوگوں کے لئے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں (مسند احمد)

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے پنج وقتہ نمازوں ، جمعہ کی نماز اور رمضان کے روزوں کی اہمیت وفضلیت یوں بیان فرمائی ۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پانچوں نمازیں‘ جمعہ کی نماز پچھلے جمعہ تک اور رمضان کے روزے پچھلے رمضان تک درمیانی اوقات کے تمام گناہوں کیلئے کفارہ ہیں جبکہ ان اعمال کو کرنے والا کبیرہ گناہوں سے بچے (مسلم) ۔

نیز ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے پانچوں نمازوں کی ایک بے نظیر مثال کے ذریعہ افادیت بیان فرمائی ۔حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا پانچوں نمازیں درمیانی اوقات کیلئے کفارہ ہیں یعنی ایک نماز سے دوسری نماز تک جو صغیرہ گناہ ہو جاتے ہیں وہ نماز کی برکت سے معاف ہو جاتے ہیں اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ایک شخص کا کوئی کارخانہ ہے جس میں وہ کچھ کاروبار کرتا ہے ۔اس کارخانہ اور مکان کے درمیان پانچ نہریں پڑتی ہیں جب وہ کارخانہ میں کام کرتا ہے تو اسکے بدن پر میل لگ جاتا ہے یا اسے پسینہ آجاتا ہے پھر گھر جاتے ہوئے ہر نہر پر غسل کرتا ہوا جاتا ہے، اس بار بار غسل کرنے سے اسکے جسم پر میل نہیں رہتا، یہی حال نماز کا ہے، جب کوئی گناہ کرتا ہے تو دعا استغفار کرنے سے اللہ تعالیٰ نماز سے پہلے کے تمام گناہوں کو معاف فرمادیتے ہیں ۔ (طبرانی)

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو ! اپنی پنج وقتہ نمازیں پڑھا کرو، اپنے رمضان کے مہینے کے روزے رکھا کرو، اپنے مال کی زکواۃ نکالا کرو‘ اپنے امیر

کی اطاعت کرتے رہو جب تک کہ وہ شریعت کے خلاف حکم نہ کرے، اس طرح تم اپنے پروردگار کی جنت میں جاوگے ۔اس حدیث سے بھی پانچ نمازوں کی فرضیت کا ثبوت واضح طور پرمل رہا ہے۔

اسلام کے بعدسب سے پہلے نماز

یوں تو اسلام کے بنیادی ارکان پانچ ہیں توحید' نماز روزہ' زکواۃ اور حج ، اوران ارکان کے علاوہ اوربھی دین کے ضمنی چھوٹے بڑے امور ہیں جن کا بالراست دینِ اسلام سے تعلق ہے لیکن ان تمام بنیادی ارکان ،اعمال و دیگر امور پر نماز جیسی عبادت کو اولیت کا شرف حاصل ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے دین کے بنیادی ارکان کا جہاں تذکرہ فرمایا وہیں توحید کے بعد فوری نماز کا تذکرہ فرمایا ۔اور روزہ زکواۃ اور حج پر نماز کو مقدم فرمایا آپ ﷺ کا یہ انداز بیان خوداس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ نماز اپنے اندر کتنی اہمیت رکھتی ہے۔

اسکے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب دورِ رسالت میں لوگ اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتے تھے تو سب سے پہلے انہیں نماز کی تعلیم دی جاتی تھی۔

چنانچہ حضرت ابومالک اشجعیؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ کے زمانہ میں جب کوئی مسلمان ہوتا تو صحابہ کرامؓ سب سے پہلے اسے نماز سکھاتے تھے ۔(طبرانی)

نماز نور اور حجت ہے

عقلمند وہ نہیں جو صرف آج کے اندھیرے سے ڈرے اور آج کی روشنی کا انتظام کرے بلکہ حقیقی عقلمند وہ ہے جو کل کے اندھیرے سے ڈرے اور کل کے اندھیرے میں روشنی پیدا کرنے کی فکر کرے۔

جو لوگ ہوش منداور دانا ہوتے ہیں وہ تاریکی کے آنے سے پہلے تاریکی کے خطرات سے بچنے کیلئے روشنی کے اسباب پیدا کر لیتے ہیں اور جو بے پرواہ ہوتے ہیں ان کو اندھیرے کے چھا جانے کے بعد روشنی کے وجود میں لانے کی فکر بھی بہت کم ہوتی ہے۔

ہمارا ایمانی تقاضہ یہ ہے کہ ہم قیامت کے دن کی روشنی کی فکر کریں اوراس دن کی تاریکی سے بچنے کی کوشش کریں،اب سوال یہ ہے کہ کیا کوئی ایسا عمل دنیا میں موجود ہے کہ جس کے ذریعہ قیامت کے دن وہ عمل روشنی بن جائے' ہاں ! آپ ﷺ کی اس حدیث کو بغور پڑھیے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے نماز کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: جو شخص نماز کا اہتمام کرتا ہے تو نماز اسکے لئے قیامت کے دن نور ہوگی، اسکے پورے ایماندار ہونے کی دلیل ہوگی اور قیامت کے دن عذاب سے بچنے کا ذریعہ ہوگی، جو شخص نماز کا اہتمام نہیں کرتا اسکے لئے قیامت کے دن نہ نور ہوگا ،نہ اسکے پورے ایماندار ہونیکی کوئی دلیل ہوگی، نہ عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ ہوگا اور وہ قیامت کے دن فرعون' ہامان اورابی بن خلف کے ساتھ ہوگا (مسند احمد)۔

نماز جہاں قیامت کے دن نور بنکر آئیگی اور سارے اندھیروں کو دور کردے گی وہیں نمازی کے ایماندار ہونے کی دلیل اور حجت ہوگی، اس کا یہ مطلب ہوا کہ جو دنیا میں نمازی تھا وہ کل قیامت کے دن روشنی کے ماحول میں ہوگا اور جو نمازی نہیں ہوگا وہ گھٹاٹوپ اندھیروں میں حیران وسرگرداں ہوگا۔اور جو دنیا میں نمازی ہوگا، اسکی یہ نماز کل قیامت کے دن اسکے مومن و مسلمان ہونے کیلئے دلیل اور حجت بنجائے گی اور جو بے نمازی ہو جائے گا وہ بغیر کسی دلیل کے بے سہارا بن کر بے چینی کے دلدل میں پھنسا ہوا ہوگا ۔

غافل کون ؟

اللہ کے جن بندوں نے اپنی زندگی میں پنج وقتہ نمازوں کی پابندی کی ،نماز پڑھنے کو اپنی زندگی کا دستور بنا لیا، ایسے لوگ ہوسکتا ہے کہ دنیا کے اعتبار سے عقلمند اور ذہین کہے جانے والے لوگوں کی نگاہوں میں کمزور' ناقص اور غافل محسوس ہوں لیکن ایسے لوگ اللہ کی نگاہ میں غافل نہیں جو نماز کو اپنے وقت پر پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں ۔ چنانچہ ابن خزیمہ سے روایت کردہ یہ حدیث ہے کہ **عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من**

حافظ علی ھٰؤلاء الصلوات المکتوبات لم یکتب من الغافلین〈ابن خزیمہ〉 حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص ان پانچ فرض نمازوں کو پابندی سے پڑھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل رہنے والوں میں شمار نہیں ہوتا۔لوگوں نے دنیا کے کاموں میں پیچھے رہ جانے والوں کو غافل سمجھا جبکہ حقیقی غافل وہ ہے جو نماز سے غفلت کرے۔

نماز کیوں ٹال کر پڑھتے ہو؟

ایک ہے دن رات میں پانچ نمازیں پڑھنا اور دوسرا ہے ان پانچ نمازوں کو وقت پر پڑھنا یعنی جس نماز کا جو وقت ہے اس وقت میں وہ نماز پڑھنا اور تیسرا ہے ہر نماز کو مستحب وقت میں پڑھنا،لوگوں نے اس معاملہ میں اپنی زندگی میں ان تینوں باتوں میں جھول پیدا کرلیا ہے، ایک تو یہ کہ دن رات میں پانچ نمازوں کے بجائے کبھی چار نمازیں پڑھ لیتے ہیں،کبھی تین نمازیں،کبھی دو نمازیں اور کبھی ایک ہی نماز پر اکتفا کرلیتے ہیں اور دوسرے یہ کہ اگر پوری پانچ نمازیں پڑھ لیتے ہوں تو ہر نماز کو اسکے وقت پر ادا نہیں کرتے ،کبھی فجر کی نماز کو ظہر کے ساتھ ملا کر پڑھ لیا اسلئے کہ فجر کے وقت میں سو گئے تھے' کبھی ظہر اور عصر دونوں ایک ساتھ پڑھ لئے اس لئے کہ ظہر کے وقت قیلولہ میں مصروف تھے اور عصر کے وقت دکان میں' کبھی مغرب اور عشاء دونوں ایک ساتھ پڑھ لی اس لئے کہ ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھے اور تیسرے یہ کہ ہر نماز کو بجائے مستحب وقت میں پڑھنے کے ٹال کر آخرِ وقت میں ادا کرتے ہیں' حالانکہ مستحب وقت کا اہتمام کرنا چاہیے ۔اور یہ کہ مردوں کو مسجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

چنانچہ حضرت ام فروہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اول وقت میں نماز پڑھنا (ابوداود)۔

نماز کو ٹال کر پڑھنے میں عورتیں مردوں سے آگے ہیں،شاید اس جملہ سے عورتیں ناراض

ہو جائیں، ہر عورت ایسی نہیں ہوتی جو عورتیں ایسا کرتی ہیں انکو ناراض ہونے کی ضرورت ہی نہیں بس اصلاح کر لیں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عورتوں کے نماز کو ٹال کر پڑھنے کی معقول وجوہات بھی ہوتی ہیں (شاید اب عورتیں خوش ہو جائیں گی) ایک وجہ تو یہ کہ مردوں کی باقاعدہ مسجد میں جماعت ہوتی ہے اس لئے مرد احباب مسجد وقت پر چلے جاتے ہیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لیتے ہیں اور انکی نماز وقت پر ہو جاتی ہے۔عورتوں کیلئے جماعت کا نظم چونکہ شریعت میں نہیں ہے اسلئے وہ اپنے اپنے حساب سے پڑھ لیتی ہیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے کاموں سے فارغ ہو کر نماز ادا کرتی ہیں، اب شیطان کو یہاں موقع ملتا ہے وہ انہیں ایک کام سے دوسرے کام میں لگا دیتا ہے یہاں تک کہ نماز کا اول وقت ختم ہو جاتا اور کبھی نماز کا وقت ہی چلا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض عورتیں فجر کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھتی ہیں کہ سورج طلوع ہو چکا ہوتا ہے اور عصر اتنی دیر سے پڑھتی ہیں کہ یوں محسوس ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز ادا کر رہی ہیں اور عشاء کی نماز اتنی تاخیر سے پڑھتی ہیں کہ دیکھنے والی یوں سمجھے کہ یہ عورت تو متقی و پرہیزگار ہے کہ کسی دن تہجد کی نماز بھی نہیں چھوڑتی۔

عورتوں کے نماز دیر سے پڑھنے کی ایک وجہ ان کی مصروفیت اور ذمہ داریاں بھی ہیں، انہیں اپنے شوہر کی خدمت بھی کرنی پڑتی ہے، وقت پر کھانے پینے کا انتظام بھی کرنا پڑتا ہے، بچوں کی نگہداشت و پرورش بھی کرنی ہوتی ہے آئے ہوئے مہمانوں کی تواضع بھی کرنی ہوتی ہے،ان تمام کاموں کی وجہ سے یہ صورتیں پیش آجاتی ہیں۔

لیکن ان تمام مشکلات کے باوجود گھر میں عورتیں اس معاملہ میں تھوڑا سا مجاہدہ کر لیں تو ہوسکتا ہے کہ یہ جھول ان کی زندگی سے نکل جائے۔اسلئے کہ دیگر دنیوی کاموں کے مقابلہ میں نماز کیلئے اتنا زیادہ وقت صرف نہیں ہوتا اگر فرائض اور سنتوں پر اکتفاء کر لیا جائے۔

بے نمازی سے اللہ تعالیٰ ناراض

ہماری یہ کوشش اور خواہش ہوتی ہے کہ ہم سے کوئی ناراض نہ ہو جائے ،یہ کوشش وخواہش

ایک سلیم الطبع اور سنجیدہ انسان کی ہوتی ہے اسلئے ایک آدمی اپنی بیوی کو خوش کرنے کیلئے اسکے مطالبات کو پورا کرتا ہے تاکہ وہ خوش رہے، وہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اسکی بیوی خوش رہے اور اس سے ناراض نہ ہو، آدمی اپنے آفیسر کو خوش کرنے کیلئے محنت وکوشش سے کام کرتا ہے اسکی مرضی کے مطابق کام مکمل کرتا ہے اور اپنی ساری دماغی صلاحیت محض اسکو خوش کرنے کیلئے لگا دیتا ہے لیکن ایک آدمی کیلئے جس کو اسکے حقیقی مالک نے ایمان کی دولت سے نوازا ہو اور وہ مومن و مسلمان ہو، اسکی سب سے بڑی خواہش اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ اسکا حقیقی خالق و مالک اس سے خوش ہو جائے اور اسکے کسی عمل سے اس کا رب اس سے ناراض نہ ہو۔

جس مومن و مسلمان کو اس بات کی کوئی پرواہ ہی نہ ہو کہ کس کام سے اس کا مولیٰ خوش ہوتا ہے اور کس کام سے ناراض تو ظاہر ہے کہ اس رب کے ہاں بھی اس بندے کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ حقیقی مومن وہ ہے کہ اس کا ایمان اسکے دل میں یہ کیفیت پیدا کر دے کہ آج میں نے کوئی ایسا عمل تو نہیں کیا جس سے میرا مولیٰ ناراض ہو جائے؟

اس تمہید کے بعد آپ غور کیجئے کہ کیا ہمارے دل میں کبھی یہ بات آئی ہے کہ کن کن اعمال سے ہمارا حقیقی مالک خوش ہوتا ہے اور کن کن اعمال سے وہ ناراض ہوتا ہے؟۔

سلام ہو نبی رحمت ﷺ پر کہ آپ ﷺ نے ان ساری حقیقتوں سے پردہ ہٹایا اور یہ بتلا دیا کہ فلاں عمل سے اللہ خوش ہوتے ہیں اور فلاں سے ناراض۔ چنانچہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص نے نماز چھوڑ دی وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس سے سخت ناراض ہوں گے۔

اس حدیث سے ہم بڑی آسانی سے یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ نماز کا پڑھنا ذریعہ ہے اس بات کا کہ ہم اپنے پروردگار سے اس حالت میں ملاقات کریں گے کہ وہ ہم سے خوش ہوگا: اور نماز کا چھوڑ دینا ذریعہ ہے اس بات کا کہ ہم اپنے پروردگار سے اس حالت میں ملاقات کریں گے کہ وہ ہم سے ناراض ہوگا۔

نماز گناہوں کو مٹا دیتی ہے

ہر دوا اپنی ایک الگ تاثیر رکھتی ہے جس غرض کیلئے جو دوا استعمال کی جاتی ہے اس دوا کا اثر جسم پر ہوتا ہے، جب ایک مادی چیز میں اس قدر طاقت ہے کہ وہ جسم کے نظام پر اثر انداز ہوسکتی ہے تو کیا نماز جیسی اہم عبادت کے اندر یہ قوت نہیں ہوسکتی کہ وہ اپنی تاثیر سے ایک اہم انقلاب پیدا کر دے۔ ہاں ! نماز ایک ایسی روحانی قوت ہے کہ وہ ایک گنہ گار کے نامۂ اعمال سے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔

ایک صحابیؓ سرکار دو عالمﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور اپنے کسی گناہ کے بارے میں آپﷺ کے سامنے اعتراف کیا اور فیصلہ چاہا آپﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ نماز کا وقت آ گیا آپﷺ نے نماز ادا فرمائی اور انہوں نے بھی نماز پڑھی پھر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی واقم الصلوٰۃ طرفی النھار وزلفًا من الیل ان الحسنٰت یذھبن السیئات دن کے دونوں طرفوں میں اور رات کے ایک حصہ میں نماز پابندی سے پڑھا کر وحقیقت یہ ہے کہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ نماز ایک ایسی عبادت ہے کہ اس سے گناہ مٹ جاتے ہیں، اسی حقیقت کو آپﷺ نے ایک اور مثال سے بھی سمجھایا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ ایک روز نکلے اور ایک درخت کی دو ٹہنیاں پکڑ لیں، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ پت جھڑ کے موسم میں جس طرح درخت کی ٹہنیوں اور ڈالیوں کو پکڑ کر ہلانے سے پتے بہت زیادہ جھڑنے لگتے ہیں، اسی طرح آنحضرتﷺ نے ان دونوں ٹہنیوں کو پکڑ کر ہلایا تو انکے پتے جھڑنے لگے، حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ اسی حالت میں آنحضرتﷺ نے مجھ کو مخاطب کیا اے ابوذر! میں بولا حاضر ہوں یا رسول اللہ ! آپﷺ نے فرمایا دیکھو! مسلمان بندہ جب نماز پڑھتا ہے اور نماز سے اسکا مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہوتا ہے تو اسکے گناہ اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ (آپﷺ کی اس بے مثال سے مسلمانوں کو سبق حاصل کرنا چاہیے)

صحابہ کرامؓ گناہوں کے عادی نہیں تھے بلکہ نیکیوں کے عادی تھے ان سے کبھی کبھی کوئی لغزش ہو جاتی تو وہ اس قدر بے چین ہو جاتے کہ اپنی بے چینی کو دور کرنے کیلئے آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتے تھے، آج ہمارا حال یہ ہے کہ نیکیوں سے زیادہ گناہوں کے عادی ہیں، ہم گناہ ہر وقت اور نیکیاں کبھی کبھی کر لیتے ہیں مگر کبھی بھی یہ احساس تک نہیں جاگتا کہ ہم سے گناہ ہو گیا ہے، اب اسکا حل کیا ہے، ہمارے گناہ ہم کو بے چین نہیں کرتے بلکہ ہم اپنے گنہ گار ہونے کے باوجود گنتی کی چند نیکیوں پر اس قدر مطمئن ہوتے ہیں کہ گویا ہم نے جنت کا رزرویشن کروالیا ہے، اب اس کے ملتوی ہونے کا کوئی امکان ہی نہیں۔

جسکی ایک نماز چھوٹ جائے!

طالب علم کا کوئی ایک سبق دوران تعلیم چھوٹ جاتا ہے تو بے حد افسوس ہوتا ہے' دعوتوں کے شوقین کی ایک دعوت چھوٹ جائے تو بے حساب رنج ہوتا ہے' مسافر کی نگاہوں سے ایک ٹرین چھوٹ جائے تو بے انتہا ملال ہوتا ہے، ملازم کی ایک دن کی تنخواہ ہاتھ سے نکل جائے تو چہرہ پر جھریاں محسوس ہوتی ہیں' لیکن دنیا میں کتنے مسلمان ایسے ہیں جنکی بے حساب نمازیں چھوٹ جاتی ہیں مگر بال برابر بھی رنج اور غم انکے دل میں محسوس نہیں ہوتا، کتنے مبارک تھے وہ لوگ جنکی کوئی نماز سہواً (بھول کر) یا غلطی سے چھوٹ جاتی تو وہ دن ان کے لئے قیامت کے دن سے زیادہ بھاری معلوم ہوتا تھا اور اس دن کوئی خوشخبری بھی انکو خوشخبری محسوس نہیں ہوتی تھی اور آج حال یہ ہے کہ روزانہ فجر کی نماز چھوڑنے کا معمول ہے اور ذرہ برابر بھی افسوس نہیں بلکہ نماز چھوڑ کر سونا اور اب تو دیر سویر نوابوں کی طرح اٹھنا بھی ایک فیشن بن گیا ہے اور علی الاعلان اس جرم کے مرتکب ہیں اور مجرم ہونے کا احساس تک نہیں حالانکہ آپ ﷺ نے یوں ارشاد فرمایا ؏

نوفل بن معاويهؓ ان النبی ﷺ قال من فاتته الصلوٰة فكانما وتر اهله وماله (ابن حبان)

حضرت نوفل بن معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی ایک نماز بھی فوت ہوگئی وہ ایسا ہے کہ گویا اس کے گھر کے لوگ اور مال و دولت سب چھین لیا گیا ہو۔

نمازی اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے

جب کوئی بڑا آدمی اپنے ہاں ہمیں بحثییت مہمان بلاتا ہے تو ہم اسکی دعوت کوفورًا قبول کر لیتے ہیں اور وقت سے پہلے اسکے مہمان بننے کی فکر کرتے ہیں اور اس معاملہ میں کوئی سستی اور حیلے بہانے نہیں کرتے اسلئے کہ بڑی حیثیت کے مالک شخص نے ہمیں بلایا ہے اور ہم اسکے مہمان بن رہے ہیں اور وہ ہمارا میزبان بن رہا ہے۔اب غور کیجئے اس حدیث پر کہ جب اللہ کا ایک بندہ اللہ کے پاکیزہ گھر (مسجد) کی طرف جاتا ہے تو وہ دراصل کس کا مہمان بن کر مسجد میں داخل ہوتا ہے۔عن سلمانؓ ان النبی ﷺ قال من توضافی بیتہ فاحسن الوضوء ثم اتی المسجد فھو زائر اللہ وحق علی المزور ان یکرم الزائر (طبرانی) حضرت سلمانؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کر کے مسجد آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے (اللہ تعالیٰ اس کے میزبان ہیں) اور میزبان کے ذمہ ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی جب نماز کیلئے مسجد میں داخل ہوتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان بن جاتا ہے۔جس شخص کو نماز کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا مہمان بننے کا موقع دیا جائے اور اسکے باوجود وہ اللہ کا مہمان بننے کی کوشش نہ کرے تو اس شخص کے بد بخت ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔ ہر بندۂ مومن کو اذان کے بعد اس احساس کے ساتھ مسجد کی طرف اپنا قدم بڑھانا چاہیے کہ وہ اللہ کا مہمان بننے جارہا ہے۔

یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنا چاہئے کہ دنیا کے کمزور انسان جب کسی کو اپنے گھر مہمان بلاتے ہیں اور اسکے میزبان بنتے ہیں تو وہ اپنی اپنی بساط کے بقدر مہمان نوازی بھی کرتے ہیں اب اگر اللہ تعالیٰ خود میزبان بن جائیں تو وہ اس شخص کے حق میں کیسی مہمان نوازی کریں گے؟اس مہمان نوازی کی حقیقت اس وقت معلوم ہوگی جب ہر شخص کے نامۂ اعمال کو بند کر دیا جائے گا اور اس نامہء اعمال کو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا جائے گا۔

اس حدیث کے ذریعہ یہ یقین امت کے ہر فرد کے دل میں پیدا کیا گیا ہے کہ نمازی ضرور اللہ تعالیٰ کے انعامات سے مستفید و مستفیض ہوگا۔ جب ایک معمولی انسان بھی اپنے مہمان کا اکرام کرتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ اپنے مہمان کو یوں ہی محروم لوٹا دیں گے؟' مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اور مسجد سے نکلتے ہوئے اللہ کے بندوں کے ذہنوں میں یہ حدیث ذہن نشین رہنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دل کی گہرائیوں سے اس حدیث کی روشنی میں یوں کہنا چاہئے کہ اے اللہ ! آپ کے محبوب پیغمبر ﷺ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ ہم مہمان اور آپ میزبان ہیں' اب آپ ہی اپنی شان سے ہماری مہمان نوازی کیجئے۔

نمازی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ ایک با اخلاق ،وسیع الظرف اور سلیم الطبع شخص کے پاس کوئی مہمان بنکر آتا ہے تو اسکو دلی خوشی محسوس ہوتی ہے اور وہ بڑی بشاشت کے ساتھ اپنے مہمان کا استقبال کرتا ہے اور اسکی آمد پر اپنی خوشی کا اظہار بھی کرتا ہے، آج کل خوشی چلی گئی اور خوشی کا اظہار باقی رہ گیا ہے اسی لئے لوگ مہمان کی آمد پر اندر سے ناراض اور باہر سے خوش نظر آتے ہیں۔اس فطری حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد اب ہم اسی حدیث کو یاد کرلیں جو ہم نے گذشتہ مضمون میں بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازی کے میزبان ہوتے ہیں تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے مہمان (نمازی) کے آنے سے خوشی ہوگی، چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ عن ابی ھریرہؓ قال قال رسول اللہ ﷺ لا یتوضا احد کم فیحسن و ضوء ہ ویسبغہ ثم یاتی المسجد لا یرید الا الصلوٰۃ فیہ الا تبشبش اللہ الیہ کما یتبشبش اھل الغائب بطلعتہ (ابن خزیمہ) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے پھر صرف نماز ہی کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندے سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ کسی دور گئے ہوئے رشتہ دار کے اچانک آنے سے اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں۔

یہاں اس نکتہ پر بھی غور وفکر کرنی چاہئے کہ جب بندہ کے مسجد کی طرف آنے سے اللہ تعالیٰ

اس قدر خوش ہوتے ہیں تو پھر بندہ کو اپنے رب کی اس خوشی پر کس قدر خوشی ہونی چاہئے۔ اسلئے کہ قاعدہ یہ ہے کہ بڑے آدمی کا چھوٹے آدمی کے ہاں آنا چھوٹے آدمی کو زیادہ خوش کردیتا ہے، یہاں اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے بڑی ہے اسکے باوجود جب وہ ہم جیسے کمزوروں اور چھوٹوں کی آمد سے اس قدر خوش ہوتے ہوں تو ہم کو اپنے رب کی اس فیاضی پر کس قدر خوش ہونا چاہئے مگر ہمارے اندر اب تک اس بات کا شعور ہی پیدا نہیں ہوا کہ مسجد جاتے ہوئے بھی دل میں خوشی پیدا ہونی چاہئے۔

باوضو مسجد جایئے

آج مسلمانوں کی اکثریت مسجد پہنچ کر وضو کرنیکی عادی ہے بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جو باقاعدہ پابندی کے ساتھ گھر سے باوضو نکلتے ہوں، مسجد میں بیت الخلاء، پیشاب خانوں اور وضو خانوں کا انتظام ہونیکا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم صد فی صد اس سے فائدہ اٹھائیں ہاں! بازار سے لوٹ رہے تھے نماز کا وقت ہوگیا مسجد پہنچ گئے وضو کرلیا، ملازمت سے آرہے تھے وقت ہوگیا مسجد چلے گئے اور وضو کرلیا' لیکن اپنے گھر ہی سے نکل رہے ہیں اور پانی بھی گھر میں وافر مقدار میں ہے اور کوئی عذر بھی نہیں ہے اور مسجد اتنی دور بھی نہیں ہے کہ مسجد پہنچنے تک وضو چلا جائے تو ان صورتوں میں گھر ہی سے وضو کر کے مسجد جانا زیادہ بہتر ہے۔

احادیث میں جو نمازیوں کی فضیلت بیان کی گئی ہیں ان میں متعدد احادیث ایسی ہیں جہاں بطور خاص **توضا فی بیته** (اپنے گھر میں وضو کرے) کا جملہ موجود ہے چنانچہ یہاں ہم صرف پانچ احادیث نقل کررہے ہیں۔

(۱) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال : قال ابو القاسم ﷺ : اذا توضا احد كم فی بيته ، ثم اتی المسجد كان فی صلاةٍ حتی ير جع فلا يقل هذا ، وشبك بين اصابعه .(رواه الحاكم) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنے گھر سے وضو کر کے مسجد آتا ہے تو گھر واپس آنے تک اسے نماز کا ثواب ملتا رہتا ہے۔اسکے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں کی

انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کیں اور ارشاد فرمایا: اسے ایسا نہیں کرنا چاہئے۔
مطلب یہ ہے کہ جیسے نماز کی حالت میں دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں ڈالنا درست نہیں اور بلا وجہ ایسا کرنا پسندیدہ عمل نہیں اسی طرح جو گھر سے وضو کر کے نماز کے ارادے سے مسجد آئے اسکے لئے یہ بھی مناسب نہیں کیونکہ نماز کا ثواب حاصل کرنے کی وجہ سے یہ شخص بھی گویا نماز کے حکم میں ہوتا ہے جیسا کے دیگر روایات میں اسکی وضاحت ہے۔

(۲) عن سعيدبن المسيب عن رجل من الانصار رضى اللّٰه عنه انه قال سمعت رسول اللّٰه ﷺ يقول: اذا توضًا احدكم فاحسن الوضو ثم خرج الى الصلاة لم يرفع قدمه اليمنىٰ الا كتب اللّٰه عز وجل له حسنة ولم يضع قدمه اليسرى الا حط اللّٰه عزوجل عنه سيئة فليقرب احدكم اوليعذ فان اتى المسجد فصلى فى جماعة غفر له فان اتى المسجد وقد صلوا بعضا صلى ما ادراك واتم ما بقى كان كذالِك ، فان اتى المسجد وقد صلوا اتم الصلاة كان كذلك ۔ (رواه ابو دائود)۔

حضرت سعید بن مسیّب رحمتہ اللہ علیہ ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کیلئے نکلتا ہے تو ہر دائیں قدم کے اٹھانے پر اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور ہر بائیں قدم کے رکھنے پر اسکا ایک گناہ معاف کر دیتے ہیں۔ (اب اسے اختیار ہے) کہ چھوٹے چھوٹے قدم رکھے یا لمبے لمبے قدم رکھے۔ اگر یہ شخص مسجد آکر دیکھتا ہے کہ جماعت ہو رہی ہے اور لوگ نماز کا کچھ حصہ پڑھ چکے ہیں اور کچھ باقی ہے تو اسے جتنی نماز مل جاتی ہے اسے (جماعت کے ساتھ) پڑھ لیتا ہے اور باقی نماز خود مکمل کر لیتا ہے تو اس پر بھی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اگر یہ شخص مسجد آکر دیکھتا ہے کہ لوگ نماز پڑھ چکے ہیں اور یہ اپنی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مغفرت کر دی جاتی ہے (ابوداؤد)۔

(۳) عن ابى امامة رضى اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قال : من خرج من بيته متطهراً الى صلاةِ مَكتوبَة فاجره كا جرِ الحاجّ المُحرمِ وَمَن خَرج الى

تسبیحِ الضحٰی لا ینصِبه الا ایاه فاجره کاجرِ المعتمرِ وصَلاۃ علی اثر صلاۃِ لا لغو بینهما کتب فی علیین ۰ رواه ابو دائود)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنے گھر سے اچھی طرح وضو کر کے فرض نماز کے ارادے سے نکلتا ہے اسے احرام باندھ کر حج پر جانے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔اور جو شخص صرف چاشت کی نماز پڑھنے کے لئے مشقت اٹھا کر اپنی جگہ سے نکلتا ہے اسے عمرہ کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔ایک نماز کے بعد دوسری نماز اسطرح پڑھنا کہ درمیان میں کوئی فضول کام اور بے فائدہ بات نہ ہو، یہ عمل اونچے درجہ کے اعمال میں لکھا جاتا ہے۔(ابوداؤد)۔

(٤) عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لا یتو ضا احد کم فیحسن وضو ء ہ و یسبغه ثم یاتی المسجد لا یرید الا الصلا ۃ فیه الا تبشبش اللّٰه الیه کما یتبشبش اهل الغائب بطلعته ۔ (رواه ابن خزیمة)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو شخص اچھی طرح وضو کرتا ہے اور وضو کو کمال درجہ تک پہنچا دیتا ہے پھر صرف نماز ہی کے ارادے سے مسجد میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ سے ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کہ کسی دور گئے ہوئے رشتہ دار کے اچانک آنے سے اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں (ابن خزیمہ)

(٥) عن سلمان رضی اللّٰه عنه عن النبی ﷺ قال من توضا فی بیته فاحسن الوضوء ثم اتی المسجد فهو زائراللّٰه وحق علی المزور ان یکرم الزائر ۔(طبرانی)۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اپنے گھر میں اچھی طرح وضو کر کے مسجد آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے (اللہ تعالیٰ اسکے میزبان ہیں) اور میزبان کے ذمہ ہے کہ مہمان کا اکرام کرے۔ان پانچوں حدیثوں سے گھر سے وضو کر کے مسجد آنے کی فضیلت معلوم ہوتی ہے۔

آج کل لوگ مسجد کے بیت الخلاء، پیشاب خانوں اور وضوخانوں کا بے جا استعمال کرتے ہیں، بعض لوگ تو مسجد کو صرف اسلئے آتے ہیں کہ ضرورت سے فارغ ہو جائیں' ہاتھ پیر دھولیں اور تازہ دم ہو جائیں، مسجد کے پڑوس میں رہنے والے بعض پڑوسیوں کی یہ حالت ہے کہ انکی ادا کاری سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ مسجد کا احاطہ ان کا ذاتی گھر ہے یا ان کا اپنا سسرال ہے۔

بعض لوگ فجر کی نماز سے پہلے مسجد کے وضوخانوں میں اپنے دانت صاف کرتے ہوئے ایسی مکروہ آوازیں نکالتے ہیں کہ سننے والوں کو متلی ہوتی ہے' ایسے لوگوں کو نمازیوں کا اور ہر ایک کے مزاج کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ یہ بھی ایک قسم کی ایذا رسانی ہے کہ کسی کو ذہنی طور پر پریشان کیا جائے۔

بعض لوگ مسجد کے احاطہ میں موجود بیت الخلاء میں بیڑی سگریٹ پی کر اور پان کی پیک تھوک کر اس قدر گندہ کر دیتے ہیں کہ ہر نمازی کو اس سے اذیت اور تکلیف ہوتی ہے، پتہ نہیں لوگوں کو بیت الخلاء جیسے خوشبودار (مراد بدبودار) ماحول میں سگریٹ پینے اور پان کھانے میں کیوں زیادہ مزہ آتا ہے۔ ہر نمازی کو مسجد کا اور مسجد کے احاطہ اور مسجد سے متعلقہ ہر چیز کے استعمال کا طریقہ اور سلیقہ سیکھنا چاہئے۔

نماز کے انتظار میں بیٹھنے والے خوش نصیب

جس طرح نماز پڑھنے سے اجر وثواب ملتا ہے اسیطرح نماز کے انتظار میں بیٹھنے سے بھی اجر وثواب ملتا ہے۔ لوگ عموماً نماز پڑھنے کو تو باعثِ اجر وثواب سمجھتے ہیں لیکن نماز کے انتظار میں بیٹھنے کو اسی (۸۰) فیصد طبقہ باعث اجر وثواب نہیں سمجھتا بلکہ یوں تصور کرتا ہے کہ وہ اپنا وقت بے کار کر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے لوگ وقت شروع ہونے سے پہلے ہی بار بار گھڑی کی طرف دیکھتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے جسم میں کانٹے چبھ رہے ہیں، بعض لوگ تو وقت سے پہلے ہی اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یعنی انتظار میں انہیں بڑی تکلیف ہوتی ہے اگر ایسے اوقات میں اللہ کے بندے نماز کے انتظار کے اجر وثواب کو اپنے ذہن میں مستحضر کر

لیں تو شاید یہ بیماری دور ہو۔ بلکہ انکے دل میں یہ تمنا ہونے لگے کہ چلو مزید انتظار کرنے سے اور زیادہ اجر وثواب کے ہم مستحق ہوگئے۔ حضورﷺ نے کیسی بشارتیں سنائی ہیں ان لوگوں کے حق میں جو نماز کے انتظار میں رہتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سے وہ شخص اس وقت تک نماز کا ثواب پاتا رہتا ہے جبتک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے، فرشتے اس کیلئے یہ دعاء کرتے رہتے ہیں یا اللہ! اسکی مغفرت فرمایئے اور اس پر رحم فرمایئے نماز پڑھنے کے بعد بھی جبتک نماز کی جگہ باوضو بیٹھا رہتا ہے فرشتے اس کیلئے یہی دعاء کرتے رہتے ہیں (بخاری) مسند احمد اور طبرانی کی ایک روایت ہیکہ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے ارشاد فرمایا ایک نماز کے بعد دوسری نماز کے انتظار میں رہنے والا اس شہسوار کی طرح ہے جس کا گھوڑا اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں تیزی سے لے کر دوڑے نماز کا انتظار کرنے والا نفس وشیطان کے خلاف سب سے بڑے مورچہ پر ہے۔

حقیقی مومن نماز نہیں چھوڑتا

آدمی کی زندگی کا انداز خود بتاتا ہے کہ وہ کس قسم کا آدمی ہے آدمی کے زندگی کے اعمال' اسکے عادات واخلاق اور اسکے معاملات واوصاف ہی سے یہ جانا جاسکتا ہے کہ یہ کون ہے؟ اس کا تعلق کس دین ومذہب سے ہے؟۔

اگر آدمی ان اعمال میں مصروف ومشغول ہے جن کی نسبت اور تعلق قرآن حکیم اور سیرت رسول پاکﷺ سے ہے تو پھر لامحالہ یہی کہا جائے گا کہ اس کا تعلق اور اسکی نسبت مذہب اسلام سے ہے اور اگر وہ ایسے اعمال سے محروم ہے اور وہ شب وروز صرف انہی کاموں میں مصروف ہے، جن کا تعلق صرف دنیا سے ہے اور آخرت والا کوئی عمل اسکے اعضاء وجوارح سے نہیں جھلکتا تو پھر اسکے بارے میں یہی کہیں گے کہ شاید اس نے اپنا تعلق قرآن مجید اور سیرت رسولﷺ سے ہٹ کر کسی اور چیز سے جوڑ لیا ہے۔

دین اسلام میں بعض اعمال ایسے ہیں جو اس حقیقت کے پہچاننے میں معیار کہے جا سکتے ہیں کہ ان کا تعلق ایمان سے ہے یا نہیں؟ انہی اعمال میں ایک نماز بھی ہے۔ حضور ﷺ نے مومن بندہ اور کافر بندہ کے درمیان نماز ہی کو حدِ فاصل (فرق کرنے والی چیز) قرار دیا۔

چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بندہ کے اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے (مسلم) اس حدیث کا واضح مطلب یہی ہے کہ نماز مذہب اسلام کا شعار ہے اور ایمان کی حقیقت سے اسکا اسقدر گہرا تعلق اور رشتہ ہے کہ نماز کے چھوڑ دینے کے بعد آدمی گویا کفر کی سرحد پر پہنچ گیا ہے۔ اسی لئے آپ ﷺ نے ایک اور جگہ یوں ارشاد فرمایا۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور اسلام قبول کرنیوالے عام لوگوں کے درمیان نماز کا عہد و میثاق ہے یعنی ہر اسلام لانے والے سے ہم نماز کا عہد لیتے ہیں جو ایمان کی خاص شان اور اسلام کا شعار ہے، بس جو کوئی نماز چھوڑ دے تو گویا اس نے اسلام کی راہ چھوڑ کر کافرانہ طریقہ اختیار کرلیا۔ (مسند احمد، ترمذی، نسائی)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت با برکت میں جتنے لوگ مسلمان ہونیکی غرض سے آتے تھے آپ ﷺ سب سے پہلے کلمۂ توحید پر عہد لیتے تھے اور پھر اسکے بعد عملی زندگی کے اعتبار سے سب سے پہلے جن اعمال کے کرنے پر بیعت لیتے تھے وہ نماز تھی، پھر اسکے بعد کے بنیادی دینی ارکان ہوتے تھے۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سے نماز کی اہمیت کو محسوس کریں

بے نمازی باغی ہے

اللہ کی زمین پر چلنے والا اللہ کا وہ بندہ جس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور وہ بے شمار اور ان گنت نعمتوں میں اپنی زندگی کی سانسیں لے رہا ہے اگر وہ دنیا کی رونق وزینت اور یہاں کی خوبیوں میں اس قدر مست و مگن ہو جائے کہ اپنے ہی حقیقی خالق و مالک کی عبادت کو بھول جائے تو اسے یہ بات جان لینا چاہیے کہ اس نے اللہ کی زمین میں رہ کر اور اسکی سلطنت کے دائرہ میں رہ کر اس سے بغاوت کی ہے اور اسکی سرکشی کی طرف اپنا قدم بڑھایا ہے۔

جو بندہ اپنے رب کی بے شمار نعمتوں کے دائرہ میں پل رہا ہو اگر وہ اسی کو بھول جائے تو یہ احسان فراموشی کی کھلی اور واضح نشانی ہے ایسے بندے جو اپنے حقیقی خالق ہی سے بے نیاز اور لا پرواہ ہو گئے ہوں اللہ تعالیٰ بھی ان سے بے نیاز ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے بری الذمہ ہیں۔

اس حدیث کو اگر ایک بے نمازی پڑھ رہا ہو تو کیا عجب ہے کہ یہ حدیث اور اس میں موجود وعید کا خوف اس بے نمازی کو نمازی بنا دے۔

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ میرے خلیل و محبوب ﷺ نے مجھے وصیت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کبھی کسی چیز کو شریک نہ کرنا اگر چہ تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تمہیں آگ میں بھون دیا جائے اور خبر دار! کبھی بالا رادہ نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی تو اس کے بارہ میں وہ ذمہ داری ختم ہو گئی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے وفادار اور صاحب ایمان بندوں کیلئے ہے اور خبر دار شراب کبھی نہ پینا کیونکہ وہ برائی کی کنجی ہے۔

ایک اور حدیث میں جس کو طبرانی نے نقل کیا ہے یہ الفاظ بھی بے نمازی کے بارے میں موجود ہیں **فمن ترکھا متعمدً افقد خرج من الملة** جس نے دیدہ دانستہ اور عمدً ا نماز چھوڑ دی تو وہ ہماری ملت سے خارج ہو گیا۔

صحابۂ کرامؓ نماز کے بارے میں اس قدر پابند تھے کہ جلیل القدر تابعی حضرت عبداللہ بن شفیقؒ صحابۂ کرامؓ کے بارے میں یوں فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کرامؓ نماز کے سوا کسی عمل کے ترک کرنے کو بھی کفر نہیں سمجھتے تھے۔

بہر حال نماز ایمان کی نشانی ہے اور مومن و مسلمان کا نماز کو قائم کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کا ایک فرد ہے۔

نماز سے متعلق قیمتی اقوال وارشادات

(۱) تین صفات گناہوں کا کفارہ ہیں، سردی کی صبح کو وضو اچھی طرح کرنا، جماعت کی نماز کے واسطے چل کر جانا، ایک نماز کے بعد دوسری نماز کیلئے منتظر رہنا۔ (ارشاد نبوی ﷺ)۔

(۲) حضورؐ نے ارشاد فرمایا نماز دین کا ستون ہے، اور اس میں دس خصوصیتیں ہیں (۱) چہرہ کی خوبصورتی (۲) قلب کا نور (۳) بدن کی راحت (۴) قبر میں انس (۵) نزول رحمت (۶) آسمان کی کنجی (۷) میزان کا وزن (۸) رب تعالیٰ کی خوشنودی (۹) جنت کی قیمت (۱۰) دوزخ سے بچاؤ (ارشاد نبوی ﷺ)۔

(۳) نماز میں قلب کی، مجلس میں زبان کی، غضب میں ہاتھ کی اور دسترخوان پر شکم کی حفاظت کرو۔ (حضرت لقمانؑ)

(۴) ایمان کو جہاد، روزہ کو صدقۂ فطر، حج کو فدیہ اور نماز کو سجدۂ سہو پورا کرتا ہے (حضرت ابوبکرؓ)

(۵) صبح خیزی میں مرغان سحر کا سبقت لے جانا تیرے لئے باعث ندامت ہے۔ (حضرت ابوبکرؓ)

(۶) تمہارے کاموں میں سب سے زیادہ اہتمام کے قابل میرے نزدیک نماز ہے، جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنا دین محفوظ کرلیا اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دوسری چیزوں کو بدرجۂ اولی ضائع کردے گا۔ (حضرت عمرؓ)

(۷) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سب سے اچھا دن جمعہ، سب سے اچھا مہینہ رمضان اور سب سے اچھا عمل وقت پر نماز ادا کرنا ہے۔

(۸) آٹھ (۸) اعمال ۸ صفتوں کے بغیر اچھے نہیں (۱) نماز خشوع کے بغیر (۲) روزہ ترک لایعنی کے بغیر (۳) تلاوت قرآن تدبر کے بغیر (۴) علم پرہیزگاری کے بغیر (۵) دولتمندی سخاوت کے بغیر (۶) بھائی چارگی حفظ مراتب کے بغیر (۷) نعمت بقائے دوام کے بغیر (۸) دعا اخلاص کے بغیر (سیدنا علیؓ)

(۹) جو شخص نماز کو وقت پر پابندی سے پڑھا کرے اس کو اللہ تعالیٰ نو (۹) عزتیں نصیب فرماتے ہیں، (۱) اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتے ہیں (۲) اس کی صحت قائم رکھتے ہیں (۳) فرشتے اس کی نگہبانی کرتے ہیں (۴) اس کے گھر میں برکت نازل ہوتی ہے (۵) اس

کے چہرہ پر صالحین کی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں(۶)اسکے دل کو اللہ تعالیٰ نرم فرمادیتے ہیں(۷)پلصراط سے وہ اس طرح گزرجائے گا جس طرح بجلی کی چمک(۸)اس کوجہنم سے بچالیا جائے گا(۹)اس کوان لوگوں کا مقرب بنایا جاتا ہےجنہیں نہ کوئی غم ہوگا نہ کوئی فکر یعنی اللہ والوں کا۔(سیدنا حضرت عثمانؓ)

(۱۰) جس کا دل نماز میں نہیں لگتا وہ مطففین میں سے ہے،کم تولنے والے کی نسبت جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے،تم جانتے ہونماز بھی ایک پیمانہ ہے جواسے پورا کرے گا اس کواجر بھی پورا ملے گا۔(سلمان فارسیؓ)

(۱۱)ہم نے ایسے علماء دیکھے ہیں کہ جب نماز میں کھڑے ہوتے تو ان پرخوف اس قدرغالب ہوتا کہ کسی چیزکوغورسے نہ دیکھتے اور نہ کسی دنیاوی بات کا خیال دل میں لاتے (حضرت مجاہدؒ)

(۱۲) مجھے ان لوگوں پرتعجب ہے اگر میرا بیٹا مرجائے تو ہزار سے بھی زیادہ لوگ تعزیت کیلئے آئیں لیکن اگر جماعت کی نماز جاتی رہتی ہےتو کوئی تعزیت کونہیں آتا بخدامیرے نزدیک جماعت کا چھوٹ جانا عاقل،بالغ،عالم باعمل لڑکے کے مرجانے سے بھی سخت ہے۔(فضیل بن عیاضؒ)

(۱۳)میں دنیا میں دوباتوں کا آرزومند ہوں اول نیک دوست کہ جب میں کوئی غلطی کروں تو مجھے راہ راست پرلائے اور دوسری جب تک میں زندہ رہوں میری جماعت نہ جائے۔(محمد بن واسعؒ)

(۱۴) حضرت عمرؓ کا دستور تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تو آپ کی رنگت بدل جاتی، چہرہ زرد ہوجاتا اور فرماتے یہ وہ امانت ہے جوزمین،آسمان اور پہاڑوں پرپیش کی گئی مگرانہوں نے اس بوجھ کواٹھانے سے انکار کردیا لیکن میں نے اپنے ذمہ اسے لے لیا۔

(۱۵) حضورِ دل سے دورکعت ہزاررکعت سے بہتر ہے۔ (عبداللہ بن عباسؓ)

(۱۶) ہم نے ایسے لوگ دیکھے ہیں کہ جب مسجد میں جاتے تو کانپنے لگتے اور مارے ہیبت الٰہی کے ان کا رنگ بدل جاتا یہاں تک کہ دنیوی امورکو بالکل بھول جاتے۔(سفیان ثوریؒ)

(۱۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روزے کم رکھتے اور نمازیں زیادہ پڑھتے تھے، جب بعضوں نے ان پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں جب روزے رکھتا ہوں تو کمزوری کیوجہ سے نماز پڑھنے میں دشواری ہوجاتی ہے، اور میرے نزدیک نماز زیادہ ضروری ہے

(۱۸) حضرت اویس قرنیؒ نے فرمایا بیٹے! نماز پڑھو تو یہ سمجھ کر پڑھو کہ یہ آخری نماز ہے اسکے بعد پھر موقع نہ ملے گا جب شام ہوتی تو کہتے کہ سجدہ کی رات ہے اس کے بعد سجدہ میں سر رکھتے تو صبح ہی کو سر اٹھاتے اور کسی دن کہتے کہ آج رکوع کی رات ہے پھر نماز شروع کرتے اور رکوع ہی میں صبح کر دیتے۔ (اویس قرنیؒ)

(۱۹) ربیع بن خثیم دو آدمیوں کے سہارے جماعت کیلئے مسجد میں آتے تو لوگ کہتے کہ آپ کو رخصت ہے تو فرماتے جب منادی حی علی الصلوۃ کہتا ہے تو گھر میں رہا نہیں جاتا اس لئے مسجد آجاتا ہوں۔ (ربیع بن خثیم)

(۲۰) جس نے اپنے قدموں کو نماز میں مقید رکھا تو اسکو اللہ تعالیٰ پلصراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ (ابومسلم خولانیؒ)

(۲۱) جس شخص نے جماعت کے ساتھ نماز پنجگانہ پر محافظت و مداومت کیا اس نے خشکی اور تری کو عبادت سے بھر دیا۔ (سعید بن المسیبؒ)

(۲۲) چالیس برس سے کسی نماز کی جماعت مجھ سے فوت نہ ہوئی اور بیس برس ہوگئے کہ موذن نے جب اذان دی تو میں مسجد میں حاضر تھا۔ (سعید بن المسیبؒ)

(۲۳) جب وضو کرتے تو علی زین العابدین کا چہرہ مبارک زرد ہوجاتا تھا تو آپ کے گھر والے پوچھتے کہ آخر وضو کے وقت آپ کی یہ کیفیت کیوں ہوجاتی ہے، تو فرماتے کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ (علی زین العابدین)

(۲۴) جب کسی آدمی کو دیکھو کہ تکبیر تحریمہ میں سستی کرتا ہے تو اس سے اپنے ہاتھوں کو دھولو یعنی اس سے کسی خیر کی امید نہ رکھو۔ (ابراہیم تیمیؒ)